قُل اِنَّ الفضلَ بیدِ اللہِ یُؤتیہِ مَن یشاءُ ط واللہُ واسعٌ علیم

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ اَن یبعثک ربک مقاماً محموداً | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام مسیح موعود علیہ السلام)

فہرست مضامین

جلد ۴ | مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۱۶ء | شنبہ | مطابق ۵ ذیقعد ۱۳۳۴ھ | نمبر ۱۸

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ بخیریت ہیں۔

ہفتہ گذشتہ میں مندرجہ ذیل احباب وارد دارالامان ہوئے۔ سردار شیر بہادر خاں صاحب رسالدار و مولوی نذیر احمد صاحب قمری ڈیرہ غازیخان سے۔ امام بخش صاحب راہوں سے۔ بابو عبدالحمید صاحب شملہ سے۔ شاہ محمد صاحب گجرات سے غلام محمد صاحب ڈنگہ سے۔ روشن الدین صاحب سنگے پور سیالکوٹ سے۔ دین محمد صاحب ہوشیار پور سے۔

آج کے اخبار میں فروخت اراضی کے متعلق ایک اعلان درج ہے۔ احباب بہت جلد فائدہ اٹھالیں تاکہ بعد میں افسوس نہ کرنا پڑے۔

اخبار احمدیہ

ہوشیارپور میں تبلیغ مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری حسب ارشاد حضرت صاحب ہوشیارپور تبلیغ کیلئے گئے ہیں۔ وہاں پادری جوالا سنگھ اور پادری ہیوز وغیرہ موجود ہیں۔ اور مجمع قریباً ۳ ہزار ہوتا ہے۔ آجکل مضمون لیکچر قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے پر ہے۔

قادیان سے مفتی محمد صادق صاحب بمعہ فلاسفر صاحب اسی جلسہ پر روانہ ہو گئے ہیں۔

ایک عمدہ موقعہ حج کا راستہ کھل گیا ہے۔ جہاز کا کرایہ بھی نسبتاً ارزاں ہو گیا ہے۔ مبلغ ایک سو پچیس روپیہ میں ریٹرن ٹکٹ ملتا ہے۔ حسن اتفاق سے ایک احمدی عرب بمعہ اہل و عیال ہندوستان آئے ہوئے ہیں۔ اور واپس جانا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب اپنے بزرگ کی طرف سے یا کوئی صاحب جو خود نہ جا سکتے ہوں اپنی طرف سے حج بدل کرانا چاہتے ہوں۔ تو صرف ایک سو روپے میں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ واپسی کا خرچ دینے کی ضرورت نہیں۔ خط و کتابت معرفت دفتر اخبار الفضل ہو۔

درخواست دعا شیخ عبدالقدوس صاحب نومسلم ساکن محلانوالہ۔ مولوی قطب الدین صاحب ساکن گھوکھیاٹ خان و احمد علی خان صاحبان موضع گولیوالہ ضلع ڈیرہ غازی خان سے درخواست دعا کرتے ہیں۔ احباب ان کے لئے درد دل سے دعا فرماویں۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

Digtized by Khilafat Library

قبلہ میر ناصر نواب صاحب

مردان - نوشہرہ - پشاور سبقدر - بابری - باندہ - احمد نگر - کوہاٹ - ماڑی انڈس - میانوالی - کیمبل پور - خیرآباد - دیکھتے ہوئے حضرو میں پہونچ گئے ہیں - اور واپسی کا ارادہ رکھتے ہیں - احباب آپ کی صحت اور تندرستی کے لئے دعا فرماتے رہیں ؀

ایک احمدی خاتون کی تمنا

ایک احمدی خاتون لکھتی ہیں :- میری تمنا ہے - کہ میں وہ رضائے مولا حاصل کروں - کہ دنیا بھر کی متقی اور پارسا عورتیں میری مثال پر ترقی کرنے کی خواہش کریں - نیز اسی طرح قرآن کریم و زبان عربی کی ایسی عالم ہوں - کہ واقعی نعمت پانے والے لوگ جو قرآن کریم نے بیان کئے ہیں ان کی مصداق بن جاؤں - نیز اس میرے علم سے تمام دنیا کو فائدہ پہونچے - خدا تعالے ہر ایک احمدی بہن کے دل میں ایسا ہی ولولہ پیدا کرے ؀

فرانس کا خط

برادرم محمد عبد اللہ صاحب اسسٹنٹ سرجن تحریر فرماتے ہیں "مسٹر نور و باٹی سکرٹری انجمن احمدیہ ماریشس نے کچھ عرصہ ہوا - چند ایک پمفلٹ فرانسیسی زبان میں روانہ کئے تھے - ان میں سے کچھ تقسیم ہو گئے ہیں - جو کوئی حق کا متلاشی مل جاتا ہے - اس کے کان میں حق ڈالکر اپنا فرض ادا کر دیتا ہوں - برادر قاضی عبد الصمد صاحب نہایت مہربانی کرتے ہیں - ترجمۃ القرآن کا پہلا حصہ انھوں نے بھیجا تھا - ایک صاحب کو پڑھنے کے واسطے دیا ہے - وہ تقریباً ختم کرنے کو ہے - اس کے بعد اور کسی کو دوں گا - ٹیچنگز آف اسلام تو بہت سے صاحبان کو برائے مطالعہ دی - زبانی بھی جو کچھ مجھے آتا ہے - جو کوئی میری بات سننا پسند کرتا ہے - بتا دیتا ہوں - اس جگہ کے آدمی مذہب کی طرف سے بہت لاپرواہی برتتے ہیں - دہریت زیادہ ہے - اس جگہ کے واسطے یہ ضروری ہے - کہ ایک آدمی جو کہ فرانسیسی میں خوب مہارت رکھتا ہو - آئے اور جگہ جگہ لکچر دے - رسالجات شائع کئے جائیں اگر باقاعدہ کام شروع کیا جاوے - تو امید ہے - کہ انشاء اللہ بہت سی سعید روحیں اللہ اور اسکے رسول کو ماننے کو تیار ہو جائیں گی - افسوس مجھے فرانسیسی بالکل نہیں آتی - اس کے علاوہ فرائض منصبی سے بھی فرصت کم ملتی ہے - میرے دل کو اللہ تعالے بہتر جانتا ہے - کاش میں کوشش کر سکتا ؀

ہمارا کیمپ بالکل ہندوستانی کیمپ کے موافق ہے - دن رات ہندوستانی بھائیوں کی شکلیں یا گورہ پلٹن کے سپاہی ہمارے اردگرد اور پیش نظر رہتے ہیں - انہی میں صبح سے شام اور شام سے صبح ہو جاتی ہے - میرے لئے ضرور دعا کریں ؀

ایک جھوٹ کی تردید

مولوی نظام الدین صاحب مبلغ ضلع لائلپور لکھتے ہیں - میرے پاس نہ پیغام آتا ہے - اور نہ کسی سے لیکر پڑھنے کا موقعہ ملتا ہے - کیونکہ بندہ باہر دیہات میں دورے پر رہتا ہے - اب میں نے چند دوستوں سے سنا ہے - کہ ماسٹر یعقوب خان گوجرہ نے پیغام میں لکھا تھا - کہ میرے روبرو نظام الدین مبلغ نے ایک پیغامی سے مناظرہ کیا - اور پیغامی کے سامنے اس سے کچھ جواب نہ بن آیا - جواباً عرض ہے - کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین - میں اس اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں - جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے - کہ میں نے جناب موصوف کے روبرو کسی پیغامی مناظر سے تقریری بات چیت نہیں کی - ہاں تحریری طور پر جناب قمر الدین صاحب سے بات چیت ہوئی تھی - اور اس معاملہ میں جناب ماسٹر صاحب موصوف کوئی ثالث مقرر نہیں کئے گئے تھے - کہ فیصلہ کرنے بیٹھ جاتے - اور وہ تحریری سوال جو میری طرف سے ہوا تھا - اسکا جواب جناب قمر الدین صاحب نے اب تک نہیں دیا - اور نہ تا مرت دے سکتے ہیں - کیونکہ اگر جواب دیں - تو ان کی گردن پر جناب مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴ کی تیز تیغ پڑتی ہے - میں جناب ماسٹر صاحب کی ایسی پالیسی کو بھی خوب جانتا ہوں - کہ انھوں نے ایسا جھوٹ کیوں بولا ہے - اگر ضرورت ہوئی - تو پھر یہ سب پالیسی جناب موصوف کی کھولکر لکھی جاویگی - لیکن پھر میں عرض کرتا ہوں - کہ جناب موصوف کو چاہیئے - کہ جناب مسیح موعود پر پورا پورا ایمان لاویں - اور آپ کی کتابیں غور سے پڑھا کریں - تاکہ آپ کے شکوک دور ہوں - خداوند کریم آپ کو ہدایت دے - آمین ؀

قادیان دارالامان میں زمین خریدنے والوں کے لئے نادر موقعہ

برادران السلام علیکم - قادیان میں مکان بنانے کی خواہش اکثر دوستوں کو رہتی ہے - اور بہت سے دوست ہیں کہ جو بوجہ زمین نہ ملنے کے اس وقت تک اس خواہش کو پورا نہیں کر سکے اس وقت ایک ضرورت کے لئے ایک زمین فروخت کی جائے گی - اور چونکہ روپیہ کی اسی ماہ ستمبر میں ضرورت ہے اس لئے فوری فروخت کے لئے اس کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے - یعنی سوا دوسو روپیہ کنال - جیسا کہ زمین کی فروخت کے گذشتہ اشتہارات سے احباب کو معلوم ہوا ہوگا - اس وقت قادیان کی زمین کی قیمت اڑھائی سو روپیہ کنال سے لیکر پانچسو روپیہ کنال تک ہے - اور پیچھے ہی جو اشتہار الفضل میں زمین کے لئے دیا گیا تھا اس میں کوجن لوگوں نے دوسو پینتیس روپیہ کنال پر خریدا تھا - اسے چار سو روپیہ کنال تک لوگ خریدنے کو تیار رہتے - موجودہ زمین بورڈنگ ہائی سکول اور عمارت سکول کے سامنے ہوگی - جہاں وہ زمین جو پہلے فروخت ہو چکی ہے واقعہ ہے - یا اس سے بھی قریب قادیان کے بازار سے ذرا آگے نکلکر کہ جہاں سے نہایت آسانی سے بڑی مسجد میں نماز پڑھی جا سکتی ہے - بلکہ مسجد مبارک میں بھی نماز ادا کی جا سکتی ہے - لیکن اب تک جگہ کا فیصلہ نہیں کیا گیا - کہ ان دونوں جگہوں میں سے کونسی جگہ زمین فروخت ہوگی چونکہ روپیہ کی ضرورت اسی ماہ میں ہے اسلئے انہی احباب کو جن کا روپیہ ستمبر میں پہنچ جاویگا - اس قیمت پر زمین دیجاویگی - بعد میں قیمت بھیجنے والوں کے ساتھ یہ رعایت نہ ہوگی - اور نہ یہ ذمہ واری ہوگی - کہ ضرور زمین ان کو دی ہی جاویگی - غرض اس کے بعد زمین کا فروخت نہ کرنا یا اس کی قیمت کا بڑھانا ہمارے اختیار میں ہوگا - دوست تجارت کے طور پر بھی اس زمین کو خرید سکتے ہیں جس میں انشاء اللہ دوگنے نفع تک کی امید ہو سکتی ہے - درخواستیں بہت جلد روپیہ سمیت **مینجر الفضل** کے نام آنی چاہئیں - اگر کوئی بات قابل دریافت ہو - تو وہ بھی دفتر الفضل سے دریافت کیجاوے ؀

الفضل
(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
قادیان دار الامان - ۵ ستمبر ۱۹۱۶ء

قانون رسم و رواج اور جماعت احمدیہ

(نمبر ۳)

جس کانفرنس کا ذکر گذشتہ نمبر میں کیا جا چکا ہے۔ اس نے اپنے اجلاس میں مندرجہ ذیل مسائل پر گفت و شنید کی ہے۔ (۱) کیا قانون رسم و رواج کا اجراء لوگوں میں مقدمہ بازی کم کر دیگا۔ (۲) کیا قانون رسم و رواج کی ضرورت ہے۔ اور اس کو کن امور پر مشتمل ہونا چاہیئے (۳) کیا قانون مذکور کے فیصلوں کو کوئی دوسرا قاعدہ یا قانون منسوخ کر سکیگا۔ (۴) کیا قانون رواج میں ایسی دفعات رکھنے کی بھی ضرورت ہے۔ کہ اگر کوئی شخص چاہیئے۔ تو انتقال جائداد کے متعلق باہمی معاہدہ یا بذریعہ اپنی رجسٹری شدہ تحریر کے خلاف رواج بھی کارروائی کر سکے

پہلے مسئلہ کے متعلق اگرچہ کانفرنس نے کوئی باقاعدہ ریزولیوشن پاس نہیں کیا۔ لیکن کانفرنس کے پریزیڈنٹ آنریبل سر ڈی جانسٹن نے اسکو درست مان لیا ہے اور حضور لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر کی بھی یہی رائے ہے۔ اسلئے کہا جا سکتا ہے کہ یہ امر طے پا گیا ہے ❊

جہاں تک ظاہری حالات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے ہم اس قانون کی تدوین سے بہتری کی امید رکھتے ہیں اور خاص کر اس صورت میں جبکہ حضور لاٹ صاحب بہادر پنجاب نے عوام الناس کے اس اندیشہ اور غلط فہمی کی۔ کہ گورنمنٹ کا ارادہ کچھ ایسا ہے۔ کہ رسم و رواج کے مقابلہ میں شریعت کی مخالفت کی جائے۔ ان الفاظ میں گورنمنٹ کی طرف سے تردید فرما دی ہے کہ :-

"مجوزہ قانون رسم و رواج کے متعلق پبلک میں چند غلط فہمیاں پھیل گئی ہیں۔ اور گورنمنٹ کے پاس صوبہ کی مختلف جماعتوں کی طرف سے جو درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ ان سے منکشف ہوتا ہے۔ کہ لوگوں کے دلوں میں یہ غلط خیال پیدا ہو گیا ہے کہ گورنمنٹ ایک ایسا قانون بنانے کی فکر میں ہے۔ جسمیں دہرم شاستر اور شریعت اسلامیہ کا لحاظ نہ رکھا جائیگا۔ یہ لوگوں کا وہم ہے۔ گورنمنٹ اس قسم کا ہرگز قصد نہیں رکھتی۔ جو رعایا کی مرضی کے خلاف ہو وہ صرف ایسا قانون بنانا چاہتی ہے۔ کہ فریقین مقدمہ اگر اہل اسلام میں سے ہوں۔ تو فیصلہ شریعت اسلامیہ کے مطابق کیا جائے۔ اور اگر فریقین ہندو ہوں تو دہرم شاستر کے مطابق کارروائی کی جائے" ❊

ان نہایت صاف اور واضح الفاظ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ گورنمنٹ ہرگز شریعت اسلامیہ میں دخل دینا نہیں چاہتی۔ ہاں وہ ایک ایسا قانون بنانا چاہتی ہے۔ کہ "فریقین مقدمہ اہل اسلام میں سے ہوں۔ تو فیصلہ شریعت کے مطابق کیا جائے" اس لئے جماعت احمدیہ کو جس کی تخلیق کا مقصد اولیٰ ہی یہ ہے۔ کہ شریعت اسلامیہ کو عملی طور پر دنیا میں رواج دے۔ اسے ایسے قانون کے بنائے جانے پر گورنمنٹ کا خاص طور پر شکر گذار ہونا چاہیئے۔ کہ اُسے ایک نہایت عمدہ اور مفید موقعہ ملنے والا ہے جس سے اسکی بعض روکوں اور مشکلات کا انسداد ہو جائیگا ❊

دوسرے سوال کے متعلق کہ کیا قانون رسم و رواج کی ضرورت ہے۔ اور اسکو کن امور پر مشتمل ہونا چاہیئے۔ اراکین کانفرنس اس بات پر متفق ہیں کہ قانون کی ضرورت ہے۔ لیکن ان کے نزدیک "رواج" کے مفہوم کو اسقدر وسعت دینی چاہیئے۔ کہ قانون ہر قسم کے رواجوں کا مجموعہ بنجائے۔ البتہ شادی نکاح۔ طلاق۔ جہیز۔ اولاد نا جائز۔ مذہبی اور خاندانی تعلقات سے اس کو کچھ سروکار نہ ہونا چاہیئے۔ حضور لفٹیننٹ گورنر نے منگنی کو بھی اس سے علیحدہ رکھنے کی سفارش کی ہے۔ اس صورت میں اگر مذکورہ بالا قانون پاس ہو جائے۔ تو صرف جائداد کی تقسیم۔ انتقال اور خرید و فروخت تک اس کا تعلق محدود ہو گا ❊

ہمیں امید ہے۔ اور پوری امید ہے۔ جیسا کہ حضور لفٹیننٹ گورنر پنجاب نے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ اس قانون میں شریعت اسلامیہ کے خلاف کوئی بات نہ کی جائے گی۔ ان مندرجہ بالا امور میں بھی جن پر کہ یہ قانون حاوی ہو گا۔ شریعت اسلامیہ کا پورا پورا لحاظ رکھ کر ہمیں شکر گذاری کا موقعہ دیا جائیگا ❊

تیسرے مسئلہ کے متعلق کانفرنس کی یہ رائے ہے کہ اسے ہرگز دیگر قوانین کے ماتحت نہیں رکھنا چاہیئے ورنہ اس کا مقصد اولیٰ یعنی یہ کہ مقدمہ بازی کم ہو جائے۔ بالکل فوت ہو جائیگا ❊

ہمارے خیال میں جبکہ اس قانون میں شریعت کا پورا پورا لحاظ رکھا جائیگا۔ اور شریعت کے مطابق اسکو مدون کیا جائیگا۔ تو پھر بالکل درست اور صحیح ہے۔ کہ "اسے ہرگز دیگر قوانین کے تابع نہیں رکھنا چاہیئے" کہ شریعت اسلامیہ .. جو خدائے قدوس کے ہاتھ سے درجہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ کسی انسانی قانون و اصول کے تابع نہیں ہو سکتی ❊

چوتھے سوال کو اراکین کانفرنس نے طویل بحث و مباحثہ کے بعد مسترد کر دیا ہے۔ کہ اسطرح قانون کا اصلی مدعا مفقود ہو جاتا اور مفسد لوگوں کو طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے اس قانون میں رخنہ اندازی کا موقعہ مل سکتا تھا۔ ہز آنر لفٹیننٹ گورنر کی اپنی رائے اس قانون کی تدوین اور ترکیب دینے کے متعلق یہ ہے۔ کہ اس میں مندرجہ ذیل امور کو زیر نظر رکھا جائے (۱) مقدمات طول نہ کھینچنے پائیں۔ اور مصارف کم ہو جائیں ❊

199

(۲) انتقال جائداد - وراثت - عورتوں کی جائداد - تنبیت - وصیت - ترکہ - ہبہ - تقسیم اور انتظامات بحالت نابالغی اور سربراہی کا خیال رکھا جائے ٭

(۳) قانون کی دفعات کسی دوسرے قانون کی تابع نہ ہوں۔

(۴) باہمی معاہدہ سے قانون رواج کو شکست دینے کا کسی کو حق حاصل نہ ہو ٭

(۵) قانون میں گورنمنٹ کو ہر وقت ترمیم و اصلاح کا اختیار ہو ٭

ان تمام امور کے متعلق ہز آنر لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر کی وعدہ فرمائی پر نظر کرتے ہوئے ہم اپنی طرف سے اطمینان کا اظہار کرتے ہیں۔ اور امید واثق رکھتے ہیں کہ اس قانون کے ہر ایک پہلو میں شریعت اسلامیہ کا خاص لحاظ رکھا جائیگا ٭

جسٹس سر ڈیوڈ جانسٹن کی جو اس کانفرنس کے پریزیڈنٹ ہیں۔ تجویز ہے۔ کہ رواج کو قانون کی صورت میں لانے کے لئے ایک خاص کمیٹی مقرر کی جائے جس کا سب سے پہلا کام یہ ہو۔ کہ وہ صوبہ کے تمام اضلاع کے رسم و رواج۔ اور پبلک کے خواہشات و جذبات کے متعلق واقفیت بہم پہنچائے۔ اور دیوانی عدالتوں اور ریونیو افسروں سے بھی اس بارہ میں تحقیق کرے۔ تاکہ اگر کسی امر میں لوگ کثرت سے اختلاف رکھتے ہوں۔ تو اس کو نظر انداز کر دیا جائے۔ یا ملتوی کر دیا جائے ٭

یہ کمیٹی تین تجربہ کار ممبروں پر مشتمل ہوگی۔ جنہیں سے ایک بندوبست کا ماہر۔ دوسرا قانونی معاملات سے واقف۔ اور تیسرا ملکی رسم و رواج سے آگاہ ہوگا۔ کمیٹی کا پریزیڈنٹ چیفکورٹ کا کوئی جج ہوگا ٭

چونکہ جنگ کی وجہ سے اس وقت گورنمنٹ کے بہت سے افسر فارغ ہیں۔ جنکی خدمات اسطرف لگائی جائیں نہ اسقدر روپیہ ہے۔ کہ اتنے بڑے کام کے لئے خرچ کیا جائے تاہم ہز آنر کا خیال ہے۔ کہ وہ اپنی میعاد ختم ہونے سے پہلے ہی اس کام کو شروع کرا دینگے ٭

چونکہ اس کمیٹی کے کام شروع کرنے سے پہلے ضروری ہے۔ کہ جماعت احمدیہ متفقہ طور پر اپنی خواہشات اور جذبات کو گورنمنٹ کے گوش گذار کر دے۔ اس لئے اب وقت ہے۔ کہ ہم اپنی جماعت کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف خاص طور پر توجہ دلائیں۔ جو حضور نے اسی قانون کے متعلق گذشتہ سال فرمایا تھا۔ اور جو یہ ہے:-

"اس موقع پر ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ ان مشکلات کو دور کروانے کے لئے جو ان کے راستہ میں حائل ہیں۔ کوشش کریں۔ اور وہ اسطرح کہ تمام جماعت ایک میموریل تیار کرے اس میں لکھا جائے۔ کہ ہمارا رواج وہی ہے جو شریعت اسلام ہے۔ اور اسی کا فیصلہ ہمیں منظور ہے۔ ہمارے تمام فیصلے اسی کے ماتحت ہوں۔ اور مختلف فیہا مسائل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ یا اپنی جماعت کے علماء کا فیصلہ منظور ہوگا" . . . . . .

"اس کے متعلق تمام جماعت کے لوگ اپنے طور پر دستخط کرکے یا انگوٹھے لگا کر ہمارے پاس بھیجدیں تا یہ کاغذات ہمارے پاس تیار رہیں جس وقت مناسب موقعہ ہوگا۔ پیش کر دئے جائینگے"۔

اس کام کی طرف سکرٹری صاحبان انجمنہائے احمدیہ کو فوری توجہ کرنی چاہیئے۔ اور کاغذات مکمل کرکے بہت جلدی حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت اقدس میں بھیج دینے چاہئیں۔ تاکہ جماعت احمدیہ کی آواز متفقہ طور پر گورنمنٹ کے گوش گذار کی جاسکے۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے جو یہ زریں موقع دیا ہے اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ہمیں امید ہے۔ کہ گورنمنٹ ہمارے جذبات اور حسیات کا کافی خیال رکھیگی۔ اور ہمیں بلطف خسروانہ بیش از بیش مرہون منت بنائیگی۔ بشرطیکہ ہم نے اپنے معروضات کے پہنچانے میں سستی اور لاپرواہی سے کام نہ لیا ٭

یہ کوئی معمولی کام نہیں کہ اسکی طرف فوری توجہ نہ کی جائے اسلئے جہانتک ہوسکے جلدی کرنا چاہیئے حتی الامکان ہر ایک احمدی کا انگوٹھا یا دستخط ثبت کرکے کاغذات بھیجنے چاہئیں ٭

حضرت مسیح موعود کا ایک رویا اور مولوی محمد احسن صاحب

پیغامی حضرت اقدس کی اس رویا کو غور سے پڑھیں "۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء دوشنبہ نماز عصر سے قبل

حضرت مسیح موعود نے رویا سنائی۔ کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر وضو کرنے لگا تو معلوم ہوا کہ وہ زمین پولی ہے۔ اور اسکے نیچے ایک غار سی ملی جاتی ہے۔ میں نے اس میں پاؤں رکھا تو دھس گیا۔ اور خوب یاد ہے کہ پھر میں نیچے ہی نیچے چلا گیا۔ پھر ایک جست کرکے میں اوپر آگیا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ہوا میں تیر رہا ہوں۔ اور ایک گڑھا ہے مثل دائرے کے گول۔ اور اسقدر بڑا جیسے یہاں سے نواب صاحب کا گھر۔ اور میں اس پر اِدہر سے اُدہر اور اُدہر سے اِدہر تیر رہا ہوں۔ سید محمد احسن صاحب کنارے پر بیٹھے ہیں میں نے انکو بلا کر کہا کہ دیکھ لیجئے کہ عیسیٰ تو پانی پر چلتے تھے۔ اور میں ہوا پر تیر رہا ہوں۔ اور میرے خدا کا فضل ان سے بڑھ کر مجھ پر ہے۔ حامد علی میرے ساتھ ہے۔ اور اس گڑھے پر ہم نے کئی پھیرے کئے نہ ہاتھ نہ پاؤں ہلانے پڑتے ہیں۔ اور بڑی آسانی سے اِدہر اُدہر تیر رہے ہیں۔ ایک بجنے میں ۲۰ منٹ باقی تھے کہ میں نے یہ خواب دیکھا۔ البدر جلد اول ع۶ سنہ ۱۳۲۰ھ (مکاشفات صفحہ ۲۵)۔ اس رویا میں حضرت مسیح موعود کو جو کچھ دکھایا گیا۔ آج ہم نے اپنی آنکھوں سے وہ پورا ہوتے دیکھ لیا وہ پولی زمین جہاں آپ وضو کرنے لگے اور نیچے دھس گئے وہ احمدیہ بلڈنگس کا گڑھا ہے ماء تُنہ وضو کرنے کی تعبیر کامل التعبیر میں اسطرح لکھی ہے۔ اگر بیند کہ بہر دو دست روئے ہے شست دلیل کہ از دوستاں خود یاری خواہد" بظاہر یہ لوگ آپکے دوست بنے ہوئے ہیں لیکن درحقیقت آپکی عزت اور مرتبہ کے سخت دشمن ہیں۔ اس پولی زمین پر وضو کے لئے بیٹھنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نیچے غار میں دھس گئے یعنے ان نام کے احمدیوں نے آپکی شان پر ایسے خطرناک حملے کئے جس سے سلسلہ احمدیہ مشکل میں پھنس گیا۔ مگر الحمد للہ کہ حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح ثانی کی کوشش اور دعا سے حضرت اقدس کی نبوت کا سورج دنیا میں چمکنے لگا۔ کامل التعبیر میں ہے "اگر بیند کہ در غار شد و زود بیروں آمد دلیل کہ در کارے صعب گرفتار شود و خلاصی یابد" حضور مغفور کا ہوا میں اڑنا اور سید محمد احسن صاحب کو جو اس گڑھے کے کنارے پر ہیں اور اڑنے میں آپکے ساتھ شامل نہیں مخاطب کرکے یہ فرمانا کہ دیکھ لیجئے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل حضرت عیسیٰ سے بڑھ کر مجھ پر ہے صاف ظاہر کر رہا ہے کہ کسی وقت جناب مولوی صاحب سے حضرت مسیح موعود کی شان کے بارہ میں غلطی

بے لئے میری نسبت قرآن کریم نے اسقدر روئیں پورے قرآن اور علامات کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ایک طور سے میرا نام بتلا دیا ہے" کرم داد از دولمیال ٭

مسئلہ کفر و اسلام

از رشحات قلم حضرت صاحبزادہ میاں مرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے

(گذشتہ سے پیوستہ)

غیر احمدیوں کا کفر

اب میں مضمون کی دوسری شق کو لیتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود کے منکروں پر کس قسم کا کفر عاید ہوتا ہے۔ سو اسکے متعلق جہاں تک قرآن شریف کی آیتوں اور حضرت مسیح موعود کی تحریروں اور احادیث نبوی سے پتہ چلتا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کا منکر اسی طرح الٰہی مواخذہ کے نیچے ہے جس طرح اللہ تعالےٰ کے دیگر رسولوں کے منکرین ہیں۔ کیونکہ باری تعالےٰ کی طرف سے جتنے بھی مامورین آتے ہیں۔ ان کا مقصد اعلیٰ یہی ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ہستی پر لوگوں کی طرف سے صرف زبانی اقرار نہ ہو۔ بلکہ ایمان و یقین کے درجہ تک پہنچکر مخلوق خدا کے رگ و ریشہ میں رچ جائے اور انسان کا عرفان ذات حق تعالےٰ کے متعلق اسقدر مستحکم ہو جائے۔ کہ خدا تعالےٰ کا صفاتی وجود ہر جگہ محسوس و مشہود ہو۔ کیونکہ اسکے بغیر گناہ سے چھٹکارا نہیں اور گناہ سے پاک ہونے کے بغیر نجات نہیں۔ یہ غلط ہے کہ سب رسولوں کا نئی شریعت لانا ضروری ہے۔ بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کے بعد سینکڑوں ایسے نبی ہوئے جنکو کوئی شریعت نہیں دی گئی۔ بلکہ وہ توریت کے خادم تھے۔ خود حضرت مسیح موعود نے براہین حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸ پر لکھا ہے۔ کہ نبی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ صاحب شریعت نبی کا متبع نہ ہو۔ غرض اسبات کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر ایک رسول کی اصل حیثیت ایک منجی کی ہوتی ہے۔ اور وہ تمام ایک کشتی تیار کرتے ہیں۔ جسکے اندر بیٹھنے والے تمام خطرات سے نجات پا جاتے ہیں۔ وہ کشتی یہی ایمان کی کشتی ہوتی ہے۔ مگر یوں لب تک محدود رہنے والا ایمان نہیں۔ بلکہ وہ ایمان جو مومن کے رگ و ریشہ کے اندر سرایت کر جاتا۔ اور اسے یقین کی مستحکم چٹان پر قائم کر دیتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے یہ حدیث نبوی کہ لوکان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من فارس۔ اگر زبانی اقرار کا نام ایمان رکھا جاوے۔ تو پھر اس حدیث کے کوئی معنی ہی نہیں بنتے۔ کیونکہ زبانی اقرار والا ایمان تو تمام مسلمان کہلانے والے لوگوں میں ہمیشہ پایا جاتا رہا ہے۔ سو ماننا پڑتا ہے۔ کہ اسجگہ وہ ایمان مراد ہے۔ جو خدا کی ہستی کو محسوس و مشہود کروا دیتا ہے۔ اور گناہوں کو آگ کی طرح جلا کر خاک کر دیتا اور انسان کو ایک نئی زندگی بخشتا ہے۔ سو اس لحاظ سے تو تمام مامورین کا انکار منکرین کے غیر مومن ہونے پر مُہر لگانے والا ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی کفر کی اقسام ہیں جو ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔ سو جاننا چاہیئے۔ کہ کفر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک ظاہری کفر اور ایک باطنی کفر ظاہری کفر سے یہ مُراد ہے۔ کہ انسان کھلے طور پر کسی رسول کا انکار کر دے۔ اور اس کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور نہ مانے۔ جسطرح یہود نے مسیح ناصری کا کفر کیا۔ یا جسطرح نصاریٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرف سے رسول نہ مانا۔ اور باطنی کفر یہ ہے کہ ظاہرا طور پر تو انسان کسی نبی یا رسول کی نبوت ورسالت پر ایمان لانے کا اقرار کرے۔ اور اسکی اُمت میں اپنے آپ کو شمار کرتا ہو۔ لیکن درحقیقت (اللہ تعالیٰ کی نظر میں) وہ اس نبی کی تعلیم سے بہت دُور جا پڑا ہو۔ اور اسکی پیشگوئیوں پر پورا پورا ایمان نہ لائے۔ اور جس شخص پر ایمان لانے کا خدا نے حکم دیا ہو۔ اسکی تکذیب کرے اور اس نبی کے احکام پر کاربند نہ ہو۔ اگر ہو تو صرف قشر پر گرا رہے۔ اور حقیقت سے دور ہو۔ غرض صرف رسمی طور پر اسکی طرف منسوب کیا جائے۔ جیسا کہ مسیح ناصری کا زمانہ پانے والے یہود کا حال تھا۔ گو وہ ظاہرا طور پر توراۃ کے حامل تھے۔ اور موسیٰ کی اُمت میں اپنے آپ کو شمار کرتے تھے۔ لیکن درحقیقت وہ موسیٰ کی طرف صرف رسمی طور پر منسوب تھے۔ چنانچہ اس حقیقت کو مسیح ناصری کی بعثت نے بالکل مبرہن کر دیا اور یہ بات بالکل ظاہر ہو گئی۔ کہ حقیقت میں یہود موسےٰ کی تعلیم سے بہت دور جا پڑے تھے۔ اور انہوں نے توراۃ کو پس پشت ڈال رکھا تھا۔ اور ان کا موسیٰ کی اُمت میں ہونے کا دعوےٰ صرف ایک زبانی دعوےٰ تھا۔ جو آزمانے پر غلط نکلا۔ حضرت مسیح کی بعثت سے پہلے تمام بنی اسرائیل موسےٰ کی تعلیم پر کاربند ہونے کے مدعی تھے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے مسیح کو نازل فرما کر سچوں اور جھوٹوں میں تمیز پیدا کر دی۔ اور اسبات پر الٰہی مُہر لگ گئی۔ کہ اکثر بنی اسرائیل اپنے دعوے میں جھوٹے تھے۔ پس یہود نے مسیح کے انکار سے اپنے اوپر دو کفر لئے۔ ایک مسیح کا ظاہری کفر اور دوسرے موسیٰ یا یوں کہیے کہ مسیح سے پہلے گذرے ہوئے تمام انبیاء کا باطنی کفر یہی حال نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پانے والے نصاریٰ کا ہے۔ جنہوں نے آپ کا انکار کر کے اس بات پر بھی مُہر لگا دی۔ کہ وہ مسیح ناصری پر ایمان لانے کے دعوے میں جھوٹے تھے۔ اور اسکی تعلیم کو دلوں سے بُھلا چکے تھے۔ پس انہوں نے بھی دو قسم کا کفر کیا۔ ایک ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ظاہری کفر۔ اور دوسرے مسیح ناصری اور اس سے پہلے کے تمام انبیاء کا باطنی کفر۔ اب یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ ایک رسول کے انکار سے باقی تمام رسولوں کا انکار لازم آتا ہے۔ ہاں ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ ایک رسول کا ظاہری کفر باقی رسولوں کا بھی ظاہری کفر ہے۔ کیونکہ جیسا کہ میں بتا آیا ہوں۔ ظاہری کفر زبانی انکار سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے بغیر کسی کی طرف سے زبانی انکار کے اس پر ظاہری کفر کا فتویٰ عاید کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ ایک شخص اگر کہتا ہے۔ کہ میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں۔ اور وہ کلمہ گو ہے۔ تو پھر ہمارا کوئی حق نہیں۔ کہ ہم اسکو ظاہری کفر کے لحاظ سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کافر کہیں۔ ہاں اگر وہ کسی اور مامور من اللہ کا ظاہری کفر اپنے اوپر لیتا ہے۔ تو پھر بے شک جیسا کہ میں ابھی ثابت کر آیا ہوں۔ اس نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی باطنی کفر کیا۔ کیونکہ ایک رسول کے ظاہری کفر سے باقی رسولوں کا باطنی کفر لازم آتا ہے۔ ہر ایک رسول کی بعثت

بذات خود زبان حال سے پکار رہی ہوتی ہے۔ کہ اس سے پہلے کے انبیاء بلکہ میں تو یہ بھی کہونگا۔ کہ خود ذات باری تعالیٰ کا باطنی کفر دنیا میں شروع ہو چکا ہے۔ مسیح ناصری کا دنیا میں آنا اِسبات پر گواہ تھا۔ کہ موسیٰ کی قوم نے موسیٰ کا باطنی کفر شروع کر رکھا تھا۔ پھر آخر مسیح کی بعثت نے ثابت کر دیا۔ کہ اُمّت موسویہ میں واقعی اکثر دھاگے کچے تھے۔ جو ذرا سے جھٹکے میں ٹوٹ گئے۔ اسی طرح مسیح محمدی کی بعثت بھی دلیل ہے اِسبات پر کہ اُمّت محمدیہ میں خود محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا کفر شروع ہے۔ مگر وہی باطنی کفر۔ کیونکہ ظاہری کفر ان پر عائد نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اسلام سے ظاہرا طور پر ارتداد کی راہ نہ اختیار کریں۔ پس اب ہماری پوزیشن بالکل صاف ہے۔ ہم غیر احمدیوں کو حضرت مسیح موعود کا کافر سمجھتے ہیں۔ آپ کے سوا کسی اور رسول کے وہ ظاہری کافر نہیں۔ اور نہ ہم ان کو کہتے ہیں۔ مگر ہاں مسیح موعود کا کفر ہم کو آنا ضرور بتا رہا ہے۔ کہ آپ کے منکرین میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی باطنی کفر شروع ہے ٭

فریق مخالف نے مسئلہ کفر و اسلام بے ہودہ جھگڑوں سے پیچیدہ کر دیا ہے۔ ورنہ بات بالکل صاف ہے۔ کون کہتا ہے کہ غیر احمدی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ظاہری کافر ہیں۔ ہمارا سر پھرا ہے۔ کہ ہم کہیں غیر احمدی محمد رسول اللہ کے ظاہری طور پر کفر کرنے والے ہیں۔ اسکے تو یہ معنے ہونگے کہ غیر احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے مدعی بھی نہیں۔ اور یہ بالبداہت غلط ہے۔ خدارا ہماری طرف وہ بات منسوب کرو۔ جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہے۔ ہم تو غیر احمدیوں کو صرف مسیح موعود کا کافر سمجھتے ہیں۔ اور بس۔ چونکہ اور کسی رسول کا انہوں نے ظاہرا طور پر انکار نہیں کیا۔ بلکہ ایمان لانے کے مدعی ہیں۔ اس لئے وہ مسیح موعود کے سوا کسی اور رسول کے متعلق کافر نہیں کہلا سکتے۔ ہاں انہوں نے مسیح موعود کے انکار سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور باقی گذشتہ انبیاء کا باطنی کفر اپنے اُوپر ضرور لے لیا ہے۔ بلکہ خود خدا تعالےٰ کا کفر سہیڑ لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود حقیقت الوحی میں فرماتے ہیں کہ:-

«جو مجھے نہیں مانتا۔ وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا» جس کا یہی مطلب ہے۔ کہ میرا ظاہری کفر خدا اور رسول کا باطنی کفر ہے۔ فتدبّر ٭

تعجب ہے۔ کہ ہمارے غیر مبایعین احباب حضرت مسیح موعود کے کفر کو بالکل معمولی بات سمجھتے ہیں حالانکہ محمد رسول اللہ صلعم سے اتر کر باقی تمام رسولوں کے کفر سے مسیح موعود کا کفر زیادہ سخت اور اللہ تعالےٰ کے غضب کو زیادہ بھڑکانے والا ہے۔ جیسا کہ خود حضرت اقدس ؑ فرماتے ہیں:-

«فی الحقیقت دو شخص بڑے ہی بدبخت ہیں اور انس و جن میں ان سا کوئی بھی بدطالع نہیں۔ ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا۔ دوسرا وہ جو خاتم الخلفاء پر ایمان نہ لایا۔» (الہدیٰ ص ۴)

خلاصہ تمام مضمون کا یہ ہوا۔ کہ ہم مسیح موعود پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے تمام غیر احمدیوں کو حقیقت اسلام کے دائرہ سے خارج سمجھتے ہیں۔ مگر چونکہ وہ قشر پر قائم ہیں۔ اِسلئے ملیت کے دائرہ سے ان کو خارج قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود غیر احمدیوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:-

«جس اسلام پر تم فخر کرتے ہو۔ یہ رسم اسلام ہے۔ نہ حقیقت اسلام۔» (نزول المسیح ص ۹۲)

اِسی طرح غیر احمدیوں کو ہم مسیح موعود کے انکار کی وجہ سے کافر سمجھتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ مسیح موعود کے ظاہرا طور پر کافر ہیں۔ اور محمد رسول اللہ اور باقی رسولوں کے باطنی کافر اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ مسیح موعود کی اس تحریر میں کہ:-

«کفر دو قسم پر ہے۔ (اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا»

اور پھر آگے چلکر لکھتے ہیں کہ:-

«اگر غور سے دیکھا جاوے۔ تو یہ دونو قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔» (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹)

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۳ پر لکھا ہے کہ:-

«جو مجھے نہیں مانتا۔ وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔»

اِن سب حوالوں پر یکجائی طور پر نظر ڈالنے سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ظاہری کفر کو باطنی طور پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ خود ذات باری تعالےٰ کا کفر قرار دے رہے ہیں۔ وہو المراد

آج کل کے صوفیاء

اخبار خطیب جو صوفی مشرب لوگوں کا خاص اخبار ہے۔ لکھتا ہے کہ:-

«جب ہم کو چند سال فقیری بانٹنے والوں کے میل جول اور صحبت میں گذر گئے۔ تو ہمنے دیکھا کہ وہ اہل دنیا سے زیادہ دنیا میں ملوث ہیں۔ انکی خود غرضیاں عیش پرستیاں اور منافقانہ جوڑ توڑ حد سے بڑھ گئے ہیں۔ ان کے ظاہر و باطن میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ وہ اپنے شاہانہ اختیارات میں ذرہ بھر فرق ڈالنا گوارا نہیں کرتے۔ خواہ شریعت و طریقت پیروں میں کچلی جائے۔ اور ان کے فقیری خرقے کی گلی گلی اور کوچے کوچے رسوائی کے ساتھ تشہیر ہو۔ بڑے بڑے نامور مشائخ کو دیکھ لیا۔ سب سے سربلند درگاہوں کے سجادہ نشینوں کو آزما لیا۔ اندھیر مچا ہوا ہے۔»

ہمیں تو صوفیاء اور مشائخ کی ایسی حالت کا پہلے ہی علم ہے۔ لیکن اُمید ہے کہ مسلمانوں کے لئے ایک ایسے اخبار کی شہادت جو صوفیاء کا ہی اخبار کہلاتا ہے۔ اور جس کا ایڈیٹر اپنے تجربہ کی بناء پر اس حقیقت کا اظہار کر رہا ہے۔ انکار کرنے کی کوئی وجہ نہ ہوگی۔ اب ایک دردمند دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب صوفیا کی یہ حالت ہے۔ تو عوام الناس کی کیا ہوگی۔ اور کیا ایسے وقت میں بھی کسی مصلح ربانی کے آنے کی ضرورت نہیں۔ تو اور کونسا وقت ہوگا جب خدا اپنے پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو بچانے کے لئے کسی برگزیدہ کو بھیجیگا۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنا مصلح اعظم حضرت مسیح موعود بھیج دیا ہے لیکن اس سے مستفیض ہونے کی طرف توجہ نہیں کیجاتی ٭

ہمارا ترجمۃ القرآن

اور

ایک نکتہ چین

(از قلم جناب مولانا مولوی فضل الدین صاحب مختار)

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کی ۱۶۔ اگست ۱۹۱۶ء کی اشاعت میں ایک مضمون "کلام مجید کے دو نئے ترجمے" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ جس میں مضمون نگار مولوی حبیب الرحمٰن خان شیروانی نے قرآن مجید کے ان دو پاروں (انگریزی و اردو) پر ریویو کیا ہے۔ جو انجمن ترقی اسلام قادیان کی طرف سے شائع ہوئے ہیں۔ مضمون نویس صاحب نے اس امر کے لکھنے کے بعد کہ "کلام مجید کے پارہ اول کے یہ دونوں پرچے اردو و انگریزی عمدہ کاغذ پر اہتمام کے ساتھ چھاپے گئے ہیں۔ نوٹ بھی کثرت سے درج ہیں۔ انگریزی ترجمہ کا اہتمام خصوصاً قابل لحاظ ہے۔ ٹائپ ایسا عمدہ ہے۔ کہ کسی استاد نسخ کا قلم معلوم ہوتا ہے۔ بعض اعتراضات کئے ہیں۔ اور لکھا ہے۔ کہ مضامین کے اعتبار سے پوری طرح معانی قرآنی کی تحریف کی گئی ہے۔ جو معنے کلام مجید کے عہد رسالت سے آج تک سمجھے گئے تھے۔ وہ غلط قرار دیکر خلاف سیاق قرآنی نئے معنی اپنے فرقہ کی تائید میں اختراع کر کے درج کئے گئے ہیں"۔ اور اس ادعائی تحریف کے ثبوت میں انجمن ترقی اسلام کے شائع کردہ پاروں سے چار نظیریں بھی بیان کی ہیں۔ علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کے اس مضمون پر شاید ہم کوئی خاص توجہ نہ کرتے۔ کیونکہ مضامین کے اعتبار سے معانی قرآن مجید کی جو تحریف علیگڈھ میں کی گئی ہے۔ ان لوگوں کے نادم کرنے کے واسطے وہی کافی ہے۔ لیکن مضمون نویس صاحب کے اس فقرہ نے کہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اس مضمون کو عام مسلمانوں تک پہونچا دے۔ اور مسلمان ایڈیٹروں سے بالخصوص ہماری درخواست ہے۔ کہ اس ریویو کو اپنے اپنے اخبارات میں طبع فرماویں۔ تاکہ مسلمان مالی اور دینی نقصان سے محفوظ رہیں" ہم کو اس بات پر متوجہ کیا۔ کہ شروانی صاحب کو کچھ نہ کچھ جواب ضرور دینا چاہیئے۔ تاکہ اُن کو معلوم ہو جاوے۔ کہ ان کا ریویو بالکل ادعائی مضامین اور بلا دلیل دعووں سے بھرا ہوا ہے۔ اور مسلمانوں کے واسطے سراسر مضرت رساں۔ زیادہ تر افسوس ہم کو اس بات کا ہے۔ کہ شروانی صاحب نے پبلک میں ایک ایسے ترجمہ کے متعلق جسکو علمی دنیا نے نہایت ہی قدردانی کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ محض فرقہ بندی کے خیال سے ایک غلط رائے کا اظہار کیا ہے۔ مضمون نگار مولوی حبیب الرحمٰن خان شروانی قادیان کے ترجمۃ القرآن کی معنوی تحریف کے الزام کے سلسلہ میں پہلی مثال یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ "سورہ فاتحہ میں غیر المغضوب علیہم کی تفسیر میں آجتک مفسرین نے یہ سمجھا تھا۔ کہ مغضوب علیہم (وہ لوگ جن پر غضب الٰہی نازل ہوا) سے مراد یہود ہیں۔ اس جدید ترجمہ میں لکھا ہے۔ کہ وہ مسلمان بھی مراد ہیں۔ جو مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان نہ لائیں۔ اور اس طرح زمانہ یہود میں داخل ہو جائیں"۔

سو اس کے جواب میں شروانی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ محض آپ کا ادعا ہے۔ کہ عہد رسالت سے آجتک تمام مفسرین نے صرف یہ سمجھا ہے۔ کہ مغضوب علیہم سے مراد یہود ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ آجتک کسی بھی محقق مفسر نے ایسا نہیں کہا۔ کہ سورہ فاتحہ میں مغضوب علیہم سے مراد صرف یہود ہیں۔ اگر مضمون نویس شروانی صاحب کو کلام مجید کی معمولی تفاسیر کا بھی علم ہوتا۔ تو کبھی ایسا غلط دعوے نہ کرتے۔ کیونکہ بڑی بڑی ضخیم اور مبسوط تفسیروں کو چھوڑ کر صرف ایک تفسیر بیضاوی میں جو معلمین و متعلمین میں ایک متداول تفسیر ہے۔ مغضوب علیہم کی تفسیر میں مندرجہ ذیل پانچ اقوال موجود ہیں:

پہلا[1] قول یہ ہے۔ کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین بدل ہے۔ اور مراد یہ ہے۔ کہ منعم علیہم وہ لوگ ہیں جو مطلق غضب و ضلال سے محفوظ ہیں:

دوسرا[2] قول یہ ہے۔ کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ صفت مبنیہ ہے۔ اور

تیسرا[3] قول یہ ہے۔ کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین صفت مقیدہ ہے۔ اور مراد یہ ہے۔ کہ منعم علیہم وہ لوگ ہیں۔ کہ جو نعمت مطلقہ (ایمان) اور سلامت من الغضب والضلال کے جامع ہیں:

چوتھا[4] قول۔ (جو قیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے) یہ ہے۔ کہ المغضوب علیہم سے مراد یہود ہیں۔ اور الضالین سے مراد نصاریٰ ہیں: اور

پانچواں[5] قول یہ ہے کہ مغضوب علیہم سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جن کی قوت عملیہ ناقص ہے۔ اور الضالین سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جنکی قوت علمیہ خراب ہے:

تفسیر بیضاوی کے ان پانچ اقوال سے نہ صرف شروانی صاحب کا یہ دعویٰ بالکل غلط ثابت ہو گیا۔ کہ "مغضوب علیہم کی تفسیر میں آجتک مفسروں نے یہ سمجھا تھا۔ کہ اس سے مراد یہود ہیں"۔ بلکہ ساتھ ہی یہ بھی ظاہر ہو گیا جیسے کہ بیضاوی کا قول چہارم اس پر دال ہے۔ کہ مفسرین کے نزدیک مغضوب علیہم سے صرف یہود مراد لینا ایک قول ضعیف ہے۔ ممکن ہے کہ شروانی صاحب بوجہ ناواقفی کے خیال کریں۔ کہ شاید قادیانی لوگوں کو ترمذی وغیرہ کی وہ حدیث بھی یاد نہیں۔ جس میں آنحضرت صلعم نے ایک سائل کے جواب میں فرمایا تھا۔ "المغضوب علیہم الیہود وان الضالین النصاریٰ" اس لئے ہم علامہ سیالکوٹی کے اس فقرہ کو یہاں نقل کر دیتے ہیں۔ جو انھوں نے حاشیہ بیضاوی کے صفحہ ۹۸ میں شروانی صاحب کے ایک ہم مشرب معترض کے جواب میں لکھا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"قیل من عجب العجاب تمریضه التفسیر المرفوع والمروي من الصحابة وتحسینه التفسیر المخترع بلا رأي والجواب ان تمریضه لكونه تخصیصا من غیر مخصص واختصاصه تحقیق الذین انعمت علیهم بالیهود والنصاری قبل التحریف والنسخ والحدیث المرفوع لا یدل علی التخصیص بالیهود والنصاری فیجوز ان یكون ذكرهما بطریق ضرب المثل بما هو العمدة"۔

خلاصہ اس عبارت عربی کا یہ ہے۔ کہ ایک شخص نہایت تعجب کے ساتھ (شروانی صاحب کی طرح) صاحب بیضاوی پر اعتراض کرتا ہے۔ کہ انھوں نے المغضوب علیہم کے معنے بیان کرتے ہوئے بمقابلہ تفسیر نبوی کیوں اپنے اختراعی معنے کو ترجیح

دی ہے۔ جیسا کہ تفسیر بیضاوی کے مندرجہ بالا اقوال سے ظاہر ہوتا ہے)۔ اس لئے علامہ سیالکوٹی اسکا جواب دیتے ہیں۔ کہ حدیث مذکورہ بالا کا یہ مطلب نہیں۔ کہ المغضوب علیہم اور الضالین صرف یہود اور نصاریٰ ہیں۔ بلکہ آنحضرت صلعم نے جو سائل کے جواب میں یہود و نصاریٰ کا ذکر فرمایا ہے۔ تو بطور ایک تمثیل کے بیان فرمایا ہے۔ اور صاحب بیضاوی نے جو المغضوب علیہم اور الضالین سے صرف یہود اور نصاریٰ مراد لینے کو ضعیف سمجھا ہے۔ تو اس بناء پر کہ اس تخصیص کی کوئی وجہ نہیں ہے"۔

شروانی صاحب کے مزید اطمینان کے لئے ہم علامہ قونوی شارح بیضاوی کے مندرجہ ذیل فقرات بھی نقل کر دیتے ہیں۔ تا کہ کسی قسم کے شک و شبہ کی ان کو گنجائش نہ رہے۔ علامہ موصوف ص۱۳۱ پر رقام فرماتے ہیں۔

لا حصر فی الحدیث الشریف للیھود وکون النصاری فی ما ھذا … کما ھو المشھور بل یجوز ان تکون تخصیصھما لشدۃ ظھور الغضب والضلال فیھما وفرط اذیتھما للانبیاء علیھم السلام۔ پھر لکھتے ہیں۔ المراد من الخبر اللطیف بیان اشنع الافراد من ذالک الجنس لا الحصر" پھر فرماتے ہیں۔ المراد من الخبر الشریف التمثیل ولا ینافی الحمل علی العموم"۔

ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ شروانی صاحب نے اپنے مضمون میں المغضوب علیہم کی تفسیر کے متعلق جو یہ دعوےٰ کیا ہے۔ کہ عہد رسالت سے آج تک المغضوب علیہم سے صرف یہودی سمجھے گئے ہیں۔ اور قادیان کے ترجمہ میں تحریف کی گئی ہے۔ سراسر باطل ہے۔ کیونکہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے بعینہ پہلی تفاسیر میں موجود ہے۔ ہمارے ترجمۃ القرآن میں المغضوب علیہم پر یہ نوٹ لکھا ہے۔ وہ یہ ہے "قرآن کریم اور احادیث کی رو سے ثابت ہے۔ کہ مغضوب علیہم کا کامل نمونہ یہود ہیں۔ جو آیات اللہ کی تکذیب اور انبیاء اللہ کی مخالفت اور خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سخت حملے کر کے مورد غضب الٰہی ہوئے"۔

اب ناظرین غور فرماویں۔ کہ کیا یہ وہی بات نہیں جو پہلے مفسروں نے بھی لکھی ہے۔ کہ مغضوب علیہم سے صرف یہود مراد نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلعم کا یہود کو المغضوب علیہم قرار دینا بطور ایک مثال کے ہے۔ نہ بطور حصر کے۔ جسکا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ جو شخص بھی وہ کام کرے گا۔ جو یہود نے کئے۔ وہ مغضوب علیہم کے مفہوم عام میں داخل ہے۔ اور یہ ایک امر واقعہ ہے۔ کہ اکثر مسلمانوں نے مسیح موعود کا انکار کیا ہے۔ اب کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ شروانی صاحب مسیح موسوی کے منکروں کو تو یہود کہیں اور ان کو مغضوب علیہم کا مصداق قرار دیں۔ اور اگر یہ کہا جائے۔ کہ مسیح محمدی کے منکر بھی مغضوب علیہم کے عام مفہوم میں داخل ہیں۔ تو اس سے وہ برافروختہ ہوں۔ کیا شروانی صاحب جمہور اہل اسلام کے اس عقیدہ سے متفق نہیں ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ کے منکر بھی مثیل یہود ہوں گے؟ اگر متفق ہیں۔ تو بجائے اسکے کہ شروانی صاحب اس بات سے ناراض ہوں۔ کہ اس ترجمۃ القرآن میں حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے منکروں کو مغضوب علیہم کے مفہوم میں شامل کیا گیا ہے۔ ان کو یہ تحقیق کرنی چاہئے تھی کہ جناب مرزا صاحب دعوئے مسیحیت موعودہ میں سچے ہیں یا نہیں؟ ایک جماعت جو جناب ممدوح کو مسیح موعود سمجھتی ہے۔ اگر انہوں نے آپکے منکروں کو یہود کے ساتھ مماثلت دی ہے۔ تو یہ کوئی ایسی بات نہ تھی۔ کہ شروانی صاحب اسقدر خفگی کا اظہار فرماتے۔ اور قادیان کے ترجمۃ القرآن کی تمام خوبیوں پر پانی پھیرنے کی کوشش کرتے۔ *

دوسری مثال جو مولوی حبیب الرحمن خان شروانی نے معنوی تحریف کے الزام کے ثبوت میں پیش کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ "سورہ بقرہ میں وبالآخرۃ ھم یوقنون سے مراد تمام مفسروں کے نزدیک عالم آخرت ہے۔ لیکن ترجمہ قادیانی میں بتلایا گیا ہے۔ کہ الآخرۃ سے مراد قادیانی مرزا صاحب ہیں۔ اس کی بابت ایک لفظ نہیں لکھا۔ کہ الآخرۃ کا موصوف مقدر کیا ہے۔ جس سے ادعائی معنے کی تائید ہوتی"۔

ہم کو حیرت ہے۔ کہ مولوی حبیب الرحمن خان شروانی نے یہ غلط بیانی کیوں کی ہے۔ کہ قادیان کے ترجمۃ القرآن میں یہ بتلایا گیا ہے۔ کہ الآخرۃ سے مراد قادیانی مرزا صاحب ہیں۔ قادیان کے ترجمہ میں یہ بات ہرگز کہیں درج نہیں ہے۔ اور نہ کوئی معقول آدمی اس کو باور کر سکتا ہے۔ اگر اس غلط بیانی سے شروانی صاحب کا پبلک کو یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ مرزا صاحب کے مرید آخرت کے قائل نہیں ہیں۔ تو یہ اور بھی خطرناک الزام ہے کیونکہ سیدنا حضرت مرزا صاحب (علیہ السلام) اور آپکے متبعین کی طرف سے بیسیوں تحریروں میں یہ جواب دیا جا چکا ہے۔ کہ ہم لوگ آخرۃ کو اسی طرح مانتے ہیں۔ جسطرح کہ قرآن و حدیث میں اسکا ذکر آچکا ہے اور خود اس ترجمۃ القرآن کے متعدد مقامات میں بھی اس کا بیان ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ شروانی صاحب حد درجہ تعصب میں مبتلا ہیں۔ یا ان کو غور و خوض کی عادت نہیں ہے۔ ہمارا نوٹ جو ترجمۃ القرآن میں درج ہے۔ وہ ایسا مفصل ہے۔ کہ اس میں ان سب سوالات کا جواب آجاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ص۱۲ کالم ۲ و ۳۔ اس نوٹ میں صاف بتایا گیا ہے۔ کہ

" الآخرۃ سے الدار الآخرۃ بھی مراد لی جاتی ہے لیکن .. .. اگر ماقبل کو دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ ما انزل الیک میں اس وحی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوئی۔ اور ما انزل من قبلک میں اس وحی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو دیگر گذشتہ انبیاء پر نازل ہوئی۔ اور الآخرۃ میں اس وحی کا ذکر ہے جو پیچھے نازل ہونیوالی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ یہ وہ وحی ہے۔ جو سورۃ الجمعہ ع۶۲ آیت ۳ و ۴۔ آیت ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین و اخرین منھم لما یلحقوا بھم میں موعود ہے۔ اور اس آیت سورہ جمعہ کی تشریح میں لکھا ہے۔ کہ اس آیت میں رسول کریم صلعم کے دو بعث بیان فرمائے گئے ہیں۔ ایک تو وہ بعث جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ اور ایک دوسرا بعث جو آخری زمانہ میں ہونا مقدر تھا۔ لیکن اس دوسرے بعث سے یہ مراد نہیں ہے۔ کہ خود رسول کریم صلعم دوبارہ تشریف لائیں گے۔ یا یہ کہ آپکی روح کسی اور جسم میں حلول کر کے اس دنیا میں آویگی۔ بلکہ آپکے دوبارہ بعث سے آپکے اتباع میں سے کسی شخص کا کھڑا ہونا مراد ہے۔ جو آپکی فرمانبرداری اور محبت میں فنا ہو کر صاحب وحی ہوگا۔ چنانچہ

* شروانی صاحب اتنا تو سوچا ہوتا۔ کہ اگر امت محمدیہ میں سے کسی گروہ کے المغضوب علیہم ہونیکا اندیشہ نہ تھا۔ تو ہر نماز میں سورہ فاتحہ کی اس دعا کے پڑھنے کی کیا غرض ہے۔ کہ اے خدا ہم کو المغضوب علیہم اور الضالین ہونے سے بچا۔

احادیث اور قرآن شریف کی دیگر آیات سے ثابت ہے۔ کہ وہ صاحب وحی شخص مسیح موعود و مہدی معہود ہے۔ جس کی وحی پر یقین لانا ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا دوسری وحیوں پر"

اس نوٹ سے ظاہر ہے کہ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ کے مشہور معنے کے سوا جو دوسرے معنے (پیچھے آنے والی وحی) بیان کئے گئے ہیں۔ وہ سیاق قرآنی کی رعایت اور سورۃ الجمعہ کی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کی تائید سے کئے گئے ہیں۔ مولوی حبیب الرحمٰن خان شروانی کا حق نہ تھا۔ کہ وہ ایک ایسے معنے پر اعتراض کرتے۔ جو سیاق وسباق کے خلاف نہیں ہیں۔ کیونکہ انھوں نے اپنے مضمون میں تسلیم کیا ہے۔ کہ جو معنے سیاق قرآنی سے نکلتے ہوں۔ وہ غلط نہیں ہوتے۔

شاید مولوی حبیب الرحمٰن خان اعتراض کریں۔ کہ صفت موصوف میں مطابقت نہیں ہے۔ کیونکہ الاٰخرۃ مؤنث ہے۔ اور وحی کا لفظ مذکر ہے۔ سو وہ نوٹ کرلیں۔ کہ حملًا علی المعنی مذکر مؤنث ہوجاتا ہے۔ اور مؤنث بمعنے مذکر۔

تیسرا اعتراض مولوی حبیب الرحمٰن شروانی نے یہ کیا ہے۔ کہ "سورہ فاتحہ کے الفاظ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ نبی ہونے کی دعا مانگے۔ ظاہر ہے۔ کہ دعا اسی مقصد کے لئے مانگی جائے گی۔ جو ممکن الحصول ہو۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ ہر مسلمان نبی ہوسکتا ہے۔ اسطرح نبوت کا دروازہ نہایت فیاضی کے ساتھ کشادہ کیا گیا ہے۔ حالانکہ کلام مجید نے بالاعلان ختم نبوت کا اظہار فرمادیا ہے۔" ترجمۃ القرآن کی اصل عبارت جس پر شروانی صاحب کو اعتراض ہے یہ ہے۔

"قرآن کریم نے اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کی تفسیر سورہ نساء آیت (۷۱) میں خود فرمائی ہے۔ اور بتا دیا ہے۔ کہ منعم علیہ گروہ سے مراد نبیین و صدیقین اور شہداء و صالحین ہیں۔ ایسا ہی سورہ مائدہ کی آیت (۲۱) میں نعمت کے ذیل میں مقام نبوت اور حصول مملکت کو بیان فرمایا ہے۔ غرض اس دعا کے ذریعہ ہر ایک مسلمان کا فرض رکھا گیا ہے کہ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ انعامات جنمیں نبوت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے طلب کرے۔ جو سب سے بڑا انعام ہے۔ کوئی اور مذہب اپنے متبعین کے لئے ایسی اعلیٰ منزل مقصود تجویز نہیں کرتا"۔

اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کے جو معنے ترجمۃ القرآن میں بحوالہ سورہ نساء آیت ۷۱ کئے گئے ہیں۔ کہ منعم علیہ گروہ سے مراد نبیین اور صدیقین و شہداء و صالحین ہیں۔ یہ تو وہی معنے ہیں۔ جو قرطبی نے بیان کئے ہیں اور لکھا ہے۔ کہ الجمہور علیٰ ان الذین انعمت النبیون والصدیقون والشہداء والصالحون بقولہ تعالیٰ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ۔

اس لئے ان پر تو شروانی صاحب کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اور اسی طرح سورہ مائدہ کے حوالہ سے جو یہ لکھا ہے کہ آیت ۲۱ میں نعمت کے ذیل میں مقام نبوت اور حصول مملکت کو بیان فرمایا ہے۔ اسپر بھی شروانی صاحب نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔

ہاں شروانی صاحب کو اعتراض ہے۔ تو یہ کہ جب کلام مجید نے بالاعلان ختم نبوت کا اظہار فرمادیا ہے۔ تو اب نبوت کا دروازہ نہایت فیاضی کے ساتھ کیوں کشادہ کیا گیا ہے۔ سو شروانی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جس نبوت کا دروازہ آیت خاتم النبیین کے ذریعہ بند کیا گیا ہے۔ اسکو کسی نے نہیں کھولا۔ اور نہ کوئی کھول سکتا ہے۔ کیونکہ جس چیز کو خدا نے بند کردیا ہے۔ کسی کو طاقت نہیں۔ کہ اس کو کھول سکے۔ اور جس چیز کو خدا نے کھول رکھا ہے کسی کی طاقت نہیں۔ کہ اسکو بند کرسکے۔ پس وہ نبوت جسکو بند کیا گیا ہے وہ نبوت تشریعی ہے۔ اور جس نبوت کا دروازہ کھلا ہے اس سے مراد وہ کمالات نبوت ہیں۔ جو آنحضرت کے سچے متبعین کو بواسطہ پیروی آنحضرت صلعم حاصل ہوتے ہیں۔

تعجب ہے کہ شروانی صاحب نے علماء سلف پر ایک رسالہ بھی لکھا ہے لیکن ان کو اتنا معلوم نہیں ہے۔ کہ علماء سلف کا اس بارہ میں کیا مذہب ہے۔ حضرت مجدد سرہندی فرماتے ہیں۔

"باید دانست کہ منصب نبوت ختم بر خاتم الرسل شدہ است۔ اما از کمالات آن منصب بطریق تبعیت متبعان اورا نصیب کامل است"

ایک اور جگہ مکتوب نمبر ۳۰۱ جلد اول صفحہ ۴۳۲ میں فرماتے ہیں۔ "حصول کمالات نبوت مر تابعان را بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرسل منافی خاتمیت او نیست فلا تکن من الممترین"۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

"حضرت صدیقؓ و حضرت فاروقؓ حامل بار نبوت محمدی اند علی اختلاف المراتب . . . . حضرت صدیقؓ با حضرت پیغمبر علیہما الصلوۃ والسلام گویا ہمخانہ است"۔ آگے چلکر پھر لکھتے ہیں۔ "ایں ہر دو بزرگوار از بزرگی و کلانی در انبیاء معدود اند۔

حضرت محی الدین ابن عربی اپنی کتاب فتوحات مکیہ جلد ۲ باب ۷۳ میں فرماتے ہیں۔ فَاِنَّ النُّبُوَّۃَ الَّتِیْ اِنْقَطَعَتْ بِوُجُوْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ھِیَ نُبُوَّۃُ التَّشْرِیْعِ لَا مَقَامُھَا فَلَا مُشَرِّعَ یَکُوْنُ نَاسِخًا لِشَرْعِہٖ وَلَا یَزِیْدُ فِیْ شَرْعِہٖ حُکْمًا اٰخَرَ وَھٰذَا مَعْنٰی قَوْلِہٖ اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ اَیْ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یَکُوْنُ عَلٰی شَرْعٍ یُخَالِفُ شَرْعِیْ بَلْ اِذَا کَانَ یَکُوْنُ تَحْتَ حُکْمِ شَرِیْعَتِیْ۔

اسی طرح حضرت امام شعرانی اپنی کتاب الیواقیت والجواہر میں لکھتے ہیں۔ فَاِنَّ مُطْلَقَ النُّبُوَّۃِ لَمْ یَرْتَفِعْ اِنَّمَا ارْتَفَعَ نُبُوَّۃُ التَّشْرِیْعِ کَمَا یُؤَیِّدُہٗ حَدِیْثُ مَنْ حَفِظَ الْقُرْاٰنَ فَقَدْ اُدْرِجَتِ النُّبُوَّۃُ بَیْنَ جَنْبَیْہِ . . . . . . وَقَوْلُہٗ صَلْعَمْ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا رَسُوْلَ الْمُرَادُ بِہٖ لَا مُشَرِّعَ بَعْدِیْ"۔

غرضیکہ بزرگان سلف سے اس قسم کے بہتیرے حوالے ملتے ہیں جن میں اچھی طرح سے یہ تشریح کی گئی ہے۔ کہ جس نبوت کا دروازہ بند ہے۔ وہ اور ہے۔ اور جس نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ وہ اور ہے۔ اور وہ تفریق ہے۔ جس کو خود قرآن مجید نے قائم کیا ہے۔ کہ ایک طرف تو یہ فرمایا۔ کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ اور دوسری طرف امت محمدیہ کو خطاب کرکے فرمایا ہے۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

چوتھا اعتراض شروانی صاحب نے یہ کیا ہے۔ کہ "سورہ جمعہ کی آیت ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ الخ کے معنے عام مفسرین نے یہ لکھے ہیں۔ کہ حضرت سرور عالم

سلہ یہ فقرہ مولوی حبیب الرحمٰن خان نے اپنی طرف سے لکھا ہے۔ ہمارے ترجمہ میں کہیں نہیں لکھا۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت آپ کے معاصرین اور بعد کے آنے والوں کے واسطے یکساں تھی۔ یہی علماء سلمین کا عقیدہ ہے۔ مگر (قادیان کا) نیا ترجمہ بتلاتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعد کے آنے والے لوگوں کے لئے رسول نہ تھے۔ بلکہ وہ شخص ہے۔ جو آپ کی محبت اور فرمانبرداری میں فنا ہو کر صاحب وحی ہوگا۔ اور یہ کہ اُس شخص کا نام مرزا غلام احمد خان قادیانی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ مذہب قادیانی کے ظہور کے بعد حضرت سرور عالم صلعم کی رسالت کا (معاذ اللہ) خاتمہ ہو چکا۔ دریافت طلب لطیفہ یہ ہے۔ کہ عہد صحابہؓ کے بعد سے ظہور قادیانی تک مسلمان کس کی رسالت میں رہے" +

مولوی حبیب الرحمن خان شروانی نے اس اعتراض کے بیان کرنے میں حد درجہ تحریف سے کام لیا ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑا بہتان انھوں نے ہم لوگوں پر باندھا ہے۔ کہ "ہم نے قرآن مجید کے ترجمہ میں یہ لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی رسالت صرف آپ کے معاصرین کے لئے تھی۔ اور بعد کے آنے والے لوگوں کے لئے آپ رسول نہ تھے۔ اور یہ کہ ہم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ظہور کے بعد حضرت سرور عالم صلعم کی رسالت کا (معاذ اللہ) خاتمہ ہو گیا ہے" +

ہم ہزار لعنت بھیجتے ہیں ایسے شخص پر جو ایسا گندہ اور پُر از کفر عقیدہ رکھے۔ اور ایسا ہی ہزار لعنت بھیجتے ہیں اس شخص پر جو ہماری نسبت پبلک میں اس گندے عقیدہ کی دروغگوئی سے اشاعت کرتا ہے +

ہم شروانی صاحب کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ اگر انھوں نے عمداً جھوٹ نہیں بولا۔ اور خدا کے خوف سے بیباک ہو کر انھوں نے پبلک میں ہماری نسبت ایسی غلط بیانی نہیں کی۔ تو آئیں اور مرد میدان بنیں۔ اور ہماری نسبت اس الزام کو ثابت کریں۔ کہ ہم نے کس تحریر یا تقریر میں ایسا لکھا ہے۔ شروانی صاحب مولوی اور خان کہلا کر ہماری نسبت اسقدر **خلاف واقع** بات کی اخباروں میں اشاعت کریں۔ العجب ثم العجب شروانی صاحب کو اگر خدا کا کچھ بھی خوف ہوتا تو ایسی جرأت نہ کرتے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ عداوت مسیح موعودؑ کی وجہ سے ہمارے مخالفین کا دل مسخ ہو گیا ہے۔ اور ہمارے مقابلہ میں جھوٹ بولنے کی ان کو ذرہ پرواہ نہیں ہے۔ شروانی صاحب میں اگر کچھ بھی شرافت ہے۔ تو وہ بالضرور اپنے اس اتہام کی تردید کریں گے۔ اور جو تکلیف انھوں نے ہم کو ایک خبیث عقیدہ کا معتقد قرار دیکر پہونچائی ہے اُس کی تلافی کریں گے۔ شروانی صاحب میں اگر کچھ بھی انصاف ہوتا۔ تو وہ سارے ترجمہ کو مطالعہ کرتے۔ اور دیکھتے کہ آنحضرت صلعم کی نبوت کے منوانے کے لئے یہ ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ یا آنحضرت صلعم کی نبوت کے انکار کے لئے۔ شروانی صاحب خدارا اس ترجمہ کے ٹائیٹل پیج کا صفحہ ۲ ہی مطالعہ کیجئے۔ کہ اس میں کس درد سے لکھا ہے۔

"اے خدا...... دل تڑپتا ہے۔ کہ ہم بھی اپنی آنکھوں سے وہ دن دیکھ لیں۔ کہ تیرے فضل کے ماتحت تیرے رسول مسیح موعودؑ کے نادموں کے ہاتھوں سے پھر ایک دفعہ دین اسلام کا بول بالا ہو۔ اور لوگ اس سچے اسلام کو قبول کریں۔ جو مسیح موعودؑ کے ذریعہ دنیا میں زندہ کیا گیا ہے۔ اور جس کے جسم پر سے وہ گرد و غبار جھاڑ دیا گیا ہے۔ جو فیج اعوج کے زمانہ میں مختلف قصوں اور روائتوں کی شکل میں اسپر چڑھ گیا تھا۔ اور ان ممالک کے لوگ بھی جہاں یہ آواز یا تو بلند ہی نہیں ہوئی۔ یا ہوئی تو ہے۔ مگر نہایت کمزوری سے۔ یکزبان ہو کر چلا اٹھیں۔ کہ

نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اور پھر ٹائیٹل پیج صفحہ ۲ پر لکھا ہے۔ "اے زندگی کے دلدادہ آؤ کہ قرآن کریم کے سوا کوئی زندہ کتاب نہیں۔ اور اسلام کے سوا کوئی زندہ مذہب نہیں۔ اور نبی کریمؐ کے سوا کوئی زندہ نبی نہیں" +

شروانی صاحب کے ان چند اعتراضات کا جواب دینے کے بعد ہم عرض کرتے ہیں۔ کہ شروانی صاحب ذرا فرمایئے تو سہی کہ کلام مجید کے وہ مجمع علیہ اور مدلل معانی جن پر کہ عہد رسالت سے لیکر آجتک اتفاق کیا گیا ہے۔ اور جن کے خلاف کرنا تحریف قرآن میں داخل ہے۔ جناب نے کس کتاب یا تفسیر میں دیکھے ہیں۔ تا کہ موازنہ تو ہو سکے۔ کہ قرآن مجید کے معانی میں کس نے تحریف کی ہے۔ اور کس نے ادعائی مضامین لکھے ہیں +

آخر میں ہم شروانی صاحب کو ایک مفید مشورہ دیتے ہیں کہ اگر در حقیقت وہ سمجھتے ہیں۔ کہ قادیان کا ترجمہ ادعائی مضامین اور بلا دلیل دعووں سے بھرا ہوا ہے۔ اور مسلمانوں کے واسطے مضر ہے اور ان کے خیال میں اندیشہ ہے۔ کہ اس سے انگلستان کی اسلامی تحریک کو نقصان پہنچے گا۔ تو پھر بہتر ہے۔ کہ وہ ایک مجموعہ تیار کریں۔ جس میں وہ تمام اسرائیلیات جمع ہوں۔ جو کلام مجید کے معانی بیان کرنے میں اسلامی تفاسیر میں ذکر کی گئی ہیں۔ اور جن کا ہم نے خلاف کیا ہے۔ اور ان کا انگریزی میں ترجمہ چھپوا کر انگلستان اور ہندوستان میں شائع کریں۔ تا کہ قادیان کے اس ترجمہ کا اثر زائل ہو جاوے۔ کیونکہ جو کچھ ان روایات میں لکھا ہوگا۔ وہ بہت ہی مدلل اور معقول ہوگا۔ اور امید ہے۔ کہ جہاں ایک طرف مسلمانوں کے واسطے آپکا یہ مجموعہ مفید ہوگا۔ دوسری طرف انگلستان کی اسلامی تحریک کو بھی اس سے ایک بہت بڑی مدد پہونچے گی۔ اور بہتر ہوگا۔ کہ آپ کے حسب خواہش یہ کام خواجہ صاحب یا مولوی صدرالدین صاحب کی معرفت تکمیل کو پہونچے۔ تا کہ لوگوں کا وہ خیال بھی دور ہو جاوے۔ کہ در پردہ وہ قادیانی عقائد کی اشاعت کرتے ہیں۔ اور اسطرح اہل یورپ کو بھی علم ہو جاوے گا۔ کہ حقیقی اسلام اسے کہتے ہیں۔ جو شروانی صاحب نے پیش کیا ہے۔ اور مسلمانوں کے واسطے آپ کی طرف سے یہ ایک ایسا تریاق تیار ہو جاوے گا۔ کہ جہاں کسی شخص کو قادیان کے ترجمہ سے نقصان پہنچنے کا احتمال ہوا۔ وہاں ہی اُس کا استعمال ہو سکیگا۔ کاش! آپ ہمت کریں۔ تا کہ آپ کے مجموعہ خرافات سے دنیا کو معلوم ہو جاوے۔ کہ قادیان کے ترجمہ میں معانی قرآن میں کیا کیا تحریف کی گئی ہے اور عہد رسالت سے آجتک کے سمجھے ہوئے کن کن معنے کو غلط قرار دیا گیا ہے +

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ +

ضرورت۔ ایک صاحب انٹرنس تک تعلیم یافتہ (انٹرنس فیل) اور لاہور پائنیر کمرشل کالج کے فارغ التحصیل کسی دفتر میں ملازمت کرنا چاہتے ہیں۔ انگریزی میں خاص دلچسپی اور لیاقت رکھتے ہیں۔ اگر کوئی دوست باہر اپنے حلقہ میں انکو کہیں ملازم کروا سکتے ہوں تو کوشش فرماویں + میں سفارش کرتا ہوں

مرزا [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبۂ جمعۃ المبارک

ہماری کامیابی دعاؤں پر ہے

از مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

۱۸ - اگست ۱۹۱۶ء

آپنے الحمد شریف پڑھ کر فرمایا۔ کہ

پہلی کتابوں میں ایک نبی کا کشف لکھا ہے۔ کہ مسیح موعود کو فتوحہ دی جائیگی (مکاشفات باب ۱۰ درس ۲) جس کو ہم سورہ فاتحہ کہتے ہیں۔ اسمیں شک نہیں۔ کہ سورہ فاتحہ آنحضرت صلعم پر نازل ہوئی۔ مگر مسیح موعودؑ کو اسکے دیئے جانیکا یہ مطلب ہے۔ کہ اسکا علم اس کو دیا جائیگا۔ کہ وہ وسیع پیمانہ پر اس سے حقائق و معارف کا استخراج کریگا۔ ہم نے اس سورہ کی تفسیر بارہا حضرت مسیح موعود سے سنی۔ اور ہر بار نئی سے نئی سنی۔ پھر حضرت خلیفہ اوّل بکثرت فرمایا کرتے تھے۔ کہ سورہ فاتحہ متن ہے۔ اور باقی قرآن اس کی تفسیر اور شرح ہے۔ ہمیں بڑا تعجب ہوا کرتا تھا۔ کہ یہ کسطرح ہو سکتا ہے کہ اتنی چھوٹی سی سورۃ کی تفسیر میں اتنا بڑا قرآن ہو۔ لیکن جب حضرت مسیح موعود کی تفاسیر پڑھیں۔ اور سنیں۔ کہ کسقدر وہ حقائق اور معارف سے پر ہیں۔ اور بے انتہا علوم ان میں مہیا کئے گئے ہیں۔ تو یقین ہو گیا۔ کہ واقعہ میں سورہ فاتحہ متن ہے۔ اور باقی قرآن اس کی شرح ہے۔ حضرت مسیح موعود کو اسکے دئے جانیکا یہ مطلب ہے۔ کہ یہ اس کا ایک ہتھیار ہوگا۔ اور اسپر اسکا عملدرآمد ہوگا۔ اس سورہ میں جو اہم بات پائی جاتی ہے۔ وہ دعا ہے۔ پس حضرت مسیح موعودؑ نے مشکل سے مشکل عقدے کو اس سے حل کیا۔ اور بڑے سے بڑے دشمن کو اسی سے مغلوب کیا ہے۔ اور یہی آپکا ایسا ہتھیار تھا۔ جسکا کوئی مقابلہ نہ کر سکا ۔

سورہ بنی اسرائیل میں بنی اسرائیل کے دو بار عظیم الشان فتنوں میں مبتلا ہونیکا ذکر ہے۔ کہ ان پر ترک کتاب کی وجہ سے جبکے دیئے جانیکا ذکر اس سے پہلے بیان ہے ان پر خدا تعالےٰ زبردست دشمن کو مسلط کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اسی طرح جب دوسرا وعدہ آیا۔ تو دشمنوں نے ان کو ذلیل کر دیا۔ اور ان کے معبد کی سخت بے حرمتی کی۔ اس سے خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو یہ بتایا ہے۔ کہ ہم نے تم کو بھی ایک کتاب دی ہے۔ کہ لننظر کیف تعملون۔ اسمیں جو کچھ بیان کیا گیا ہے عمل کرنے کے لئے اور بطور پیشگوئی ہے۔

یہ جو فرمایا۔ کہ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ تم کیا کرتے ہو اسی لئے کہ مسلمانوں کے لئے بھی دو فتنوں کا زمانہ مقدر تھا۔ چنانچہ پہلا وقت ترکوں کا تھا۔ جبکہ وہ مشرک تھے۔ اسوقت انھوں نے لاکھوں مسلمانوں کو ہلاک و برباد کیا ۔

آنحضرتؐ نے اترک الترک ما ترکوکم اس لئے فرمایا تھا۔ کہ وہ فتنہ مسلمانوں کے لئے بطور سزا ہوگا۔ اور مسلمانوں کا اسوقت ان کا مقابلہ کرنا کسی طرح مفید نہ ہوگا مگر مسلمانوں نے اس نصیحت کو نظر انداز کر دیا۔ اور ان کے مقابلہ کے لئے اٹھے۔ آخر ناکام رہے۔ دوسرا فتنہ وہ تھا۔ جسکا ذکر سورہ کہف کے شروع اور آخر میں ہے یعنی وہ فتنہ یاجوج ماجوج اور دجال کی طرف سے ہوگا بنی اسرائیل تو آخری فتنے میں ہلاک بھی ہو گئے۔ مگر سورۂ بنی اسرائیل کے بعد سورہ مریم کا ذکر کرکے خدا تعالےٰ نے یہ بتا دیا۔ کہ یہ امت ان فتنوں کے بعد ہلاک نہیں ہوگی۔ بلکہ رحمت الٰہی کی مستحق ہوگی اسکے بعد حضرت زکریا پر خدا کی رحمت نازل ہونیکا ذکر ہے۔ کہ ناامیدی کی حالت میں جوش سے انھوں نے خدا کے حضور دعا کی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بڑا لائق لڑکا خدا تعالےٰ نے ان کو عطا فرمایا۔ گو ظاہری اسباب بالکل نہ تھے۔ مگر محض ان کی دعا ہی کا یہ نتیجہ تھا۔ کہ ایسا لڑکا عطا ہوا۔

اس واقعہ سے خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو اس فتنہ کے فرو کرنے کا علاج بھی بتا دیا۔ کہ اس وقت مسلمانوں کے پاس کوئی ظاہری سامان نہیں ہونگے۔ کہ دشمن پر کامیابی حاصل کریں۔ **بلکہ صرف دعا ہی سے انہیں ترقی اور کامیابی ہوگی ۔**

انبیاء علیہم السلام کو دعاؤں کا بہت جوش ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اسقدر گریہ و زاری کرتے ہیں۔ کہ انکی دعاؤں سے آسمان گونج اٹھتا ہے۔ اور عرش ہل جاتا ہے جس سے ان کے تمام مقاصد پورے ہو جاتے ہیں۔ اور تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ خدا تعالےٰ نے سورہ مریم میں یہ بتایا ہے کہ تم بھی اس فتنہ کے وقت جوش سے بھرے دل سے زکریا کی طرح خدا کے حضور دعائیں کرنا۔ جس کے نتیجہ میں وہ تم کو ولی اور وارث عطا فرمائیگا ۔

پھر اسکے آگے حضرت مریم کا واقعہ بیان فرمایا۔ وہ بھی بہت اچنبھے کی بات ہے۔ کیونکہ ایک بانجھ کو بچہ پیدا ہو جانا کوئی ایسی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ کسی وجہ سے وہ مرض دور ہو گئی ہو۔ مگر ایک کنواری کو بچہ پیدا ہونا بہت ہی تعجب کی بات ہے کیونکہ ظاہری اسباب بالکل کچھ بھی نہیں۔ حضرت مریم کے ساتھ خدا کے فضل سے ایسا ہی ہوا کہ ان کے پیٹ سے بغیر باپ کے حضرت مسیح پیدا ہوئے جو خدا تعالےٰ کے ایک بڑے فضل کا نتیجہ تھے۔ اس میں خدا تعالےٰ نے یہ بتایا۔ کہ تمہاری طرف بھی ایک مسیح آئیگا۔ اور اس کا وجود بھی خدا تعالےٰ کا بڑا بھاری فضل ہوگا ۔

جن ذرائع کامیابی کو انبیاء علیہم السلام لیکر آتے ہیں وہ ان کو تکمیل تک پہونچا کر نہیں جاتے۔ بلکہ وہ ایک تخم ریزی کرتے ہیں۔ اور ان کی تکمیل ان کے جانشینوں اور جماعتوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ ورنہ سب کچھ اگر وہ خود ہی کر جائیں۔ تو ان کی امتیں ثواب سے بالکل محروم رہ جائیں۔ دیکھو آنحضرت صلعم دنیا میں تشریف لائے۔ مگر جس توحید کو آپ دنیا میں پھیلانے کے لئے آئے تھے۔ اسکو آپ مکمل کرکے نہیں گئے۔ بلکہ جزیرہ عرب بھی سارا کا سارا شرک سے صاف نہیں ہوا تھا۔ اگر آپ ہی سب کچھ کر جاتے۔ تو آپ کی امت ثواب سے بالکل محروم رہ جاتی ۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود کا کام یہ تھا۔ کہ

Digtized by Khilafat Library

وہ دعا سے اسلام کو دنیا میں قایم کریں۔ لیکن اگر تمام کام آپکے ذریعہ آپکے زمانہ میں ہی ہو جاتے۔ تو آپکی جماعت بھی اس کار خیر سے محروم رہ جاتی ÷

صحابہؓ کو دفاعی طور پر لڑائی کی ضرورت پڑی۔ مگر ان کو فتوحات یونہی حاصل نہیں ہو گئی تھیں۔ بلکہ جنگ کے تمام لوازمات ڈھال تلوار۔ گھوڑے وغیرہ بھی مہیا کرنے پڑتے تھے۔ اسی طرح ہم کو اپنے زمانہ کے نبی کی نیابت میں دعا ہتھیار ملی ہے۔ مگر جو جو اس کے لوازم ہیں۔ ان کا مہیا کرنا بھی ہمارے لئے بہت ضروری ہے حضرت خلیفہ ثانی نے متعدد خطبوں میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔ (حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کے فرمودہ قبولیت دعا کے طریق سو ان طریقوں کے جو حضور نے درس قرآن میں فرمائے۔ ایک رسالہ کی صورت میں چھپ چکے ہیں۔ احباب منگوا کر بیش بہا فایدہ اٹھائیں۔ ایڈیٹر) اہم شرط قبولیت دعا کے لئے تقویٰ ہے۔ اور تقویٰ دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔ اور جب تک قومی رنگ میں اسطرح ایک جوش اور ولولہ پیدا نہیں ہوگا جسطرح کہ فرداً فرداً ہر ایک شخص کے دل میں اسکے متعلقات اور مصائب یا بیماریوں کے وقت پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت تک وہ انعامات جو مجموعی رنگ میں قوموں پر ہوا کرتے ہیں۔ ہرگز حاصل نہیں ہونگے۔ کیونکہ اس جوش میں ساری قوم کا شریک ہونا ضروری ہے۔ ذاتی انعام تو ہر ایک شخص پر ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک شخص کے جوش سے تمام قوم بے جوش رہ کر فایدہ حاصل نہیں کر سکتی ÷

اگر یہ مقصد حاصل ہو جائے۔ تو پھر دین و دنیا سنور جاتے ہیں۔ ورنہ نہیں۔ قومی طور کے یہ معنے ہیں۔ کہ جسطرح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے دل میں حضرت مسیح موعود کی صداقت کو اور آپ کی اس تعلیم کو جسے آپ دنیا میں پھیلانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ تمام جہان میں پھیلانے کا سچا جوش ہے۔ اسی طرح آپکے ہر ایک مرید کے دل میں جوش اور تڑپ ہو۔ جوش پیدا کرنے کے بھی اسباب ہوتے ہیں۔ ایک شخص اگر بازار میں نہیں جاتا۔ تو اس کے دل میں بازار کی اشیاء خریدنے کا کبھی شوق پیدا نہیں ہوتا لیکن جب وہ بازار میں جاتا ہے اور اس کی مختلف قسم کی اشیاء پر نظر پڑتی ہے۔ تو ان کے خریدنے کا اس کے دل میں ایک شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص جس نے دعا کے قبول ہونے کا مزا نہیں پایا ہوتا۔ اس کے دل میں بھی دعا کے لئے جوش نہیں پیدا ہوتا۔ اسلئے پہلے ذاتی طور پر دعا کرنی چاہیئے ÷

احادیث میں پلصراط کا ذکر آتا ہے۔ کہ وہ نہایت باریک راہ ہے۔ کہ بدکرداروں کا اس پر گذر نہیں ہوسکیگا۔ لیکن جو متقی ہونگے۔ وہ بے خطر اس پر گذر جائینگے۔ بعضوں کی نسبت لکھا ہے۔ کہ وہ ہوا کی طرح تیزی سے گذر جائیں گے اور بعضے سوار کی طرح۔ صوفیاء نے لکھا ہے۔ کہ جو طریق نجات اور انبیاء علیہم السلام بتاتے ہیں۔ وہی قیامت کے روز پل صراط کی شکل اختیار کریں گے۔ جو لوگ دنیا میں ان طریقوں پر چلتے ہیں۔ اور ان کو اپنا ذریعہ نجات بناتے ہیں۔ انکے لئے قیامت کے روز پل صراط پر سے گذرنا بھی آسان ہو جائیگا۔ اور جو دنیا میں ان طریقوں پر نہیں چلتے۔ قیامت کے روز بھی وہ پل صراط پر سے نہیں گذر سکیں گے۔ بلکہ ان کے لئے وہ ذریعہ ہلاکت کا باعث ہو جائیں گے جسطرح مومن کو اس کٹھن منزل کے طے کرنے کے بعد جنت الفردوس عطا ہوگا۔ اسی طرح جو مومن دنیا میں تکالیف اور مصائب برداشت کرتے ہیں۔ انکے نتیجہ میں وہ بڑی ترقی اور عروج حاصل کرتے ہیں۔ صحابہ کرام کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ فمنھم من قضے نحبہ و منھم من ینتظر۔ کہ بعضوں نے تو اپنے وعدوں اور نذروں کو پورا کر دیا ہے۔ اور بعضے منتظر ہیں۔ لیکن اگر ہم ان وعدوں کو پورا نہ کریں گے۔ تو بڑے ہی بدقسمت ہوں گے۔ وہ وعدے تو پورے ہوں گے۔ مگر خدا ان کے پورا کرنے والے کوئی اور لوگ پیدا کر دیگا ÷

خدا تعالےٰ ہم کو توفیق دے۔ کہ ہم اپنے وعدوں کو پورا کریں اور الٰہی انعامات کے مستحق بنیں ÷

تصحیح

فہرست مبائعین جو ۲۹۔ اگست کے پرچہ میں شایع ہوئی ہے اس میں جناب محمد بہاؤالدین خانصاحب حیدرآباد دکن کا نام غلطی سے درج ہو گیا ہے آپ خدا کے فضل سے ایک عرصہ سے داخل سلسلہ ہیں۔ آپ کی معرفت آپکے ایک رشتہ دار نے بیعت کی ہے۔ جسکی بجائے آپکا نام کاتب نے لکھ دیا ÷

اشتہارات

اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی باجلاس منشی محمد نواب خانصاحب منصف درجہ اول احمد گڈھ علاقہ سرکاری ریاست مالیر کوٹلہ

نمبر مقدمہ ۱۸۰ من

بوٹا رام ولد بسنت رام قوم برہمن ساکن بنام سنگتا ولد میراحث دار جایداد سہاڑ مزرعہ ضلع لودہانہ۔ مدعی ÷ سکنہ بیرا پچاخورد ساکن جمال آباد علاقہ مالیر کوٹلہ مدعا علیہ

دعویٰ مبلغ ماک صد روپیہ کلدار

مقدمہ عنوان صدر متعدد مرتبہ اجراء سمن بنام مدعا علیہ ہوا لیکن مدعا علیہ استماع دائری دعوٰی پر اپنی جائے سکونت سے روپوش ہو گیا ہے اخیر سمن بموجودگی نمبرداران دیہہ خانہ مدعا علیہ پر چسپان کیا گیا۔ باایں ہمہ مدعا علیہ پیروی سے متنفر ہے۔ رپورٹ تعمیل کنندہ سے مدعا علیہ کا پورا پتہ نہیں چلتا۔ بنابریں اشتہار ہذا بغرض اطلاع مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ تاریخ ۱۲ ستمبر ۱۹۱۶ء جوابدہی مقدمہ کرے۔ ورنہ بعد از انقضائے تاریخ مذکورہ کارروائی یکطرفہ نسبت سنگتا مدعا علیہ عمل میں آئیگی ÷ تحریر ۲۹۔ اگست ۱۹۱۶ء۔

دستخط محمد نواب خان منصف صاحب درجہ اول۔ احمد گڈھ

ورزش کے سامان کیلئے احمدیوں کا اپنا کارخانہ

احمدی شائقین کی خدمت میں اس اشتہار کے ذریعے اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ ہمارا کارخانہ ہر قسم کے سامان ورزش از قسم کرکٹ۔ ہاکی فٹ بال ٹینس۔ بیڈمنٹن اور جمنے سٹک وغیرہ مدت سولہ سال سے ہندوستان میں اور بیرون از ہند بھیج رہا ہے۔ لیکن ہنوز احمدی قوم نے زمانہ حال کی ورزش کے مطابق قومی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کارخانہ کی طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ ہم احمدی احباب کو یونہیں لازم ہیں یا کسی اور جگہ جہاں سے ورزش کے سامان کی ضرورت ہو دخل رکھتے ہیں۔ انکی خصوصاً و دیگر شائقین کی عموماً توجہ درکار ہے۔

قومی مرکز قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر مولانا مولوی صدرالدین صاحب بی۔ اے ہمارے کارخانہ کے متعلق فرماتے ہیں ÷

”جنابمن! میں یہ بات بلا تامل کہتا ہوں۔ کہ میں آپکے کارخانہ سے ہر طرح خوش ہوں۔ آپ سامان کرکٹ و فٹ بال کے متعلق فرمائشوں کی تعمیل نہایت مستعدی سے کرتے رہے ہیں آپ کے سامان ورزش مجھ کو بنا کر بھیجے ہیں بلحاظ قیمت و خوبی ساخت مقابلۃً نہایت ہی اطمینان بخش ثابت ہوتا رہا ہے۔“ آپکا صادق محمد الدین ہیڈ ماسٹر۔ مکمل فہرست حسب خواہش مفت بھیجی جائیگی۔ پتہ:- نظام سیالکوٹ شہر۔